عنوانات، فہرست، تسہیل،
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

اجمل الحواشی

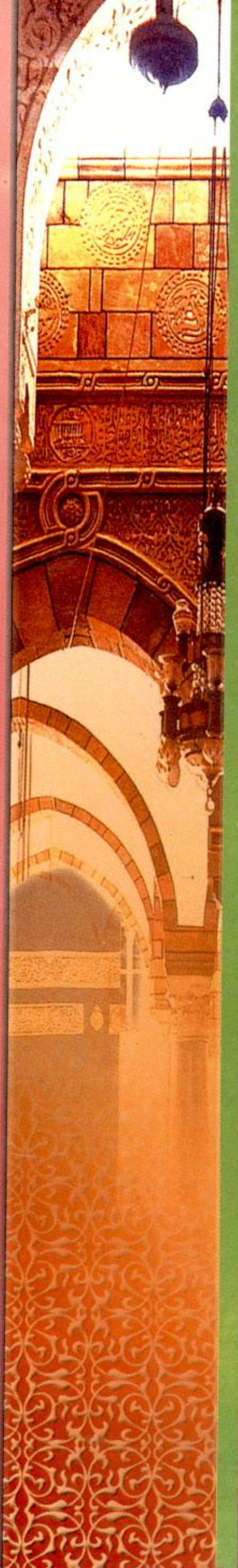
علیٰ

اصول الشاشی

تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
استاذ دار العلوم (وقف) دیوبند

تسہیل وعنوانات
مولانا محمد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الاشاعت کراچی



اضافہ عنوانات، فہرست، تسہیل، کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ پہلی بار

اجمل الحواشی

علیٰ

اصول الشاشی

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی

استاذ دار العلوم (وقف) دیوبند

تسہیل وعنوانات

مولانا محمد شفیق صاحب

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو۔ ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ خریدار کو دھوکہ ہو چنانچہ وہ یہ سمجھے کہ یہ جانور زیادہ دودھ دینے والا ہے اور یہ سمجھ کر زیادہ قیمت لگائے حالانکہ اصلاً اس جانور کے دودھ کی مقدار کم ہے، اس سلسلہ میں حدیث ابو ہریرہؓ، جس کو حدیث مصرات بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ کسی نے مصرات جانور خریدا اور اس کا دودھ نکالا اور اس کو استعمال کرلیا دو چار دن کے بعد جب جانور دودھ کم دینے لگا تو اس کو اندازہ ہوا کہ مجھے دھوکہ دیا گیا ہے، ایسی صورت میں اللہ کے نبی نے فرمایا ہے کہ مشتری اگر پسند کرے تو بیع کو باقی رکھے اور اگر ناپسند کرے تو جانور کو واپس کردے اور جو دودھ نکال کر استعمال کیا ہے اس کے بدلے میں ایک صاع تمر دے اور اپنا ثمن واپس لے لے۔ حضرت امام شافعیؒ اس حدیث کے دونوں جزوں پر عمل کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو عقد بیع کے فسخ کردینے کا اختیار ہے اور فسخ کردینے کی صورت میں ایک صاع تمر دینا واجب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ حدیث کے دونوں جز رد کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو عقد بیع فسخ کردینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ یہ بیع لازم ہوگی البتہ مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق ہوگا۔ رجوع بالنقصان کا مطلب یہ ہے کہ دودھ کے کم ہونے کی وجہ سے جانور کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی ہے اس کو بائع سے واپس لے لے، مثلاً پہلے دن جانور نے دس کلو دودھ دیا اور پھر گھٹ کر آٹھ کلو رہ گیا اور بازار میں دس کلو دودھ کے جانور کی قیمت دس ہزار روپیہ ہے اور آٹھ کلو دودھ کے جانور کی قیمت آٹھ ہزار روپیہ ہے گویا مشتری کو تصریہ کی وجہ سے دو ہزار کا نقصان ہوا، پس حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک بیع تو لازم ہوگی لیکن مشتری کو بائع سے دو ہزار روپیہ واپس لینے کا اختیار ہوگا، اسی کا نام رجوع بالنقصان ہے۔ حضرت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اس طور پر کہ ضمان کی دو قسمیں ہیں ایک ضمان بالمثل، دوم ضمان بالقیمۃ۔ ہلاک شدہ چیز اگر ذوات الامثال میں سے ہے جیسے گندم وغیرہ تو ضمان بالمثل واجب ہوتا ہے اور اگر ذوات الامثال میں سے نہیں ہے جیسے جانور تو ضمان بالقیمۃ واجب ہوتا ہے، اب وہ دودھ جس کو مشتری نے دوھ کر استعمال کرلیا ہے اور اس کو ہلاک کردیا ہے اگر ذوات الامثال میں سے ہے تو اس کا ضمان مثل کے ساتھ واجب ہونا چاہئے یعنی مشتری پر دودھ کے بدلے میں دودھ واجب ہونا چاہئے۔ اور اگر ذوات الامثال میں سے نہیں ہے تو اس کا ضمان قیمت کے ساتھ واجب ہونا چاہئے یعنی مشتری پر دودھ کی قیمت واجب ہونی چاہئے اور تمر نہ دودھ کا مثل ہے اور نہ دودھ کی قیمت ہے لہٰذا حدیث میں تمر کا واجب کیا جانا قیاس کے خلاف ہے۔ اور غیر فقیہ کی حدیث اگر قیاس کے مخالف ہو تو اس صورت میں حدیث کو ترک کردیا جاتا ہے لہٰذا اس حدیث کو ترک کردیا گیا اور مشتری کے ضرر کو دور کرنے کے لئے مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق دیا گیا۔

اعتراض:...... اس جگہ ایک اعتراض ہے وہ یہ کہ ابو ہریرہ کو غیر فقیہ کہنا غلط ہے حضرت امام اعظمؒ بھی ان کو فقیہ مانتے ہیں، اور پھر ابو ہریرہ غیر فقیہ کیسے ہوسکتے ہیں جب کہ وہ عہد رسالت میں بھی فتویٰ دیتے تھے اور بعد میں بھی، اور فقہاء صحابہ سے ان کے فتاویٰ میں معارضہ کرتے تھے۔ علامہ ذہبیؒ نے ابو ہریرہؓ کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے الحافظ الفقیہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من اوعیۃ العلم و من کبار ائمۃ الفتویٰ، یعنی ابو ہریرہ حافظ حدیث ہیں، فقیہ ہیں، صحابی ہیں، علم کا ظرف ہیں اور بڑے امام فتویٰ ہیں۔ الحاصل ابو ہریرہ کو غیر فقیہ اور غیر مجتہد قرار دینا اور یہ کہنا کہ حضرت امام صاحبؒ نے مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کیا ہے، غلط ہے۔

جواب:...... حضرت امام صاحبؒ نے اس حدیث کو دو وجہوں سے ترک کیا ہے ایک تو یہ کہ اس حدیث کے الفاظ میں اضطراب ہے کیونکہ بعض روایات میں صاع من تمر کا لفظ ہے اور بعض میں صاعاً من طعام لا سمراء کا لفظ ہے، یعنی گندم کے علاوہ اناج کا ایک

صاع اور بعض میں مثل لبنها قمحاً ہے یعنی دودھ کے ایک مثل گندم اور بعض میں مثلی لبنها قمحاً ہے یعنی لبن کے دو مثل گندم۔ اور بعض میں صاعاً من طعام او صاعا من تمر کا لفظ ہے اور بعض میں صاعاً من بر لا سمراء کا لفظ ہے۔ اور الفاظ حدیث میں اضطراب چونکہ حدیث کو نا قابل عمل بنا دیتا ہے اس لئے حضرت امام صاحبؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث مصرات، قرآن، حدیث اور اجماع کے معارض ہے قرآن کے معارض تو اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم اور فرمایا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها اور ارشاد ہے وان عوقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به، یہ تینوں آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ضمان تلف شدہ چیز کے مساوی ہونا چاہئے اور ایک صاع تمر اور تلف کردہ دودھ میں کسی طرح بھی مساوات ممکن نہیں ہے۔ اور حدیث کے معارض اس لئے ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا الخراج بالضمان یعنی محصول ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے ضمان میں کوئی چیز ہوتی ہے اس کا نفع اور اس سے حاصل شدہ فائدہ بھی اسی کا ہوتا ہے۔ اور اگر نقصان ہوا تو اس کا ذمہ دار بھی وہی ہوگا۔ دوسری حدیث ہے نهی عن بیع الکالی بالکالی، اللہ کے نبی ﷺ نے دین کی بیع دین کے عوض سے منع کیا ہے اور دین کہتے ہیں ما وجب فی الذمہ کو یعنی وہ چیز جو ذمہ میں واجب اور ثابت ہوتی ہے اس کو دین کہا جاتا ہے، اب ملاحظہ کیجئے وہ دودھ جس کو مشتری نے نکال کر تلف کیا ہے دو طرح کا ہے ایک وہ جو عقد بیع کے وقت جانور کے تھنوں میں تھا، دوم وہ جو عقد بیع کے بعد مشتری کے ضمان اور ذمہ داری میں رہتے ہوئے اس کے تھنوں میں پیدا ہوا ہے۔ عقد بیع فسخ ہونے کی صورت میں اس دودھ کا مالک بائع ہوگا جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں موجود تھا اور جو دودھ بعد میں پیدا ہوا ہے اس کا مالک مشتری ہوگا۔ اب آپ بتائیں کہ ایک صاع تمر دونوں طرح کے دودھ کا عوض ہے یا صرف اس کا عوض ہے جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں تھا۔ اگر اول ہے تو الخراج بالضمان کے مخالف ہے اس لئے کہ جو دودھ عقد بیع کے بعد تھنوں میں پیدا ہوا ہے وہ مشتری کی ملک ہے اور مشتری کی ملک اس لئے ہے کہ بیع کے بعد جانور مشتری کے ضمان میں ہے لہذا اس کے ضمان میں جو دودھ حاصل ہوا ہے اس کا ملک بھی مشتری ہوگا اور جب ایسا ہے تو مشتری پر اس چیز کا ضمان واجب کیا گیا جس کا مشتری مالک ہے اور یہ بات قطعاً نا معقول ہے۔

الحاصل اگر ایک صاع تمر دونوں طرح کے دودھ کا عوض ہو تو حدیث الخراج بالضمان کے مخالف ہوگا اور اگر صرف اس دودھ کا عوض ہو جو عقد بیع کے وقت جانور کے تھنوں میں تھا، تو حدیث نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہوگا اس لئے کہ وہ دودھ جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں تھا اور مشتری نے اس کو نکال کر پی لیا ہے اور اس کو تلف کر دیا ہے فسخ بیع کی وجہ سے وہ دودھ مشتری کے ذمہ میں دین ہو گیا اور وہ صاع جو اس کا عوض ہے وہ بھی اس پر دین ہے، پس مشتری پر دودھ کے عوض ایک صاع تمر کا واجب کرنا یعنی بیع اللبن بالصاع کرنا بیع الدین بالدین ہے حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور جب ایسا ہے تو حدیث مصرات نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہے۔ الحاصل حدیث مصرات، حدیث الخراج بالضمان کے مخالف ہے یا حدیث نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہے۔ اور حدیث مصرات اجماع کے بھی معارض اور مخالف ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ ضمان دو ہی قسم کا ہوتا ہے ایک مثلی، دوم معنوی (قیمت)۔ اور تمر کا صاع دونوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ تمر کے صاع کا دودھ کا مثل نہ ہونا تو ظاہر ہے اور دودھ کی قیمت نہ ہونا اس لئے ہے کہ حدیث میں صاع تمر کو دودھ کا بدل قرار دیا گیا ہے خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ ہو حالانکہ قیمت کے یہ معنی نہیں ہیں، قیمت کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ گھٹتی بڑھتی رہے یعنی دودھ کم ضائع ہوا ہو تو کم تمر واجب ہوں، زیادہ ضائع ہوا ہو تو زیادہ تمر واجب ہوں۔ الحاصل حدیث مصرات اجماع کے بھی مخالف اور معارض ہے۔ اب آپ سوچ کر بتائیں کہ حدیث مصرات جو قرآن کے بھی مخالف ہے، حدیث کے بھی مخالف ہے اور اجماع کے بھی مخالف ہے اس پر عمل کرنا مناسب ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّہہُ فِی الدِّین (بخاری ومسلم)



اجود الحواشی

اُردو شرح

اصول الشاشیؒ

اعرابِ عبارت وترجمہ، اصولِ فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے
تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرامؒ کے اختلافی مسائل مع ادلہ، فوائدِ نافعہ واعتراضات وجوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد اصغر علی صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْن (بخاری ومسلم)

اجود الحواشی

اُردو شرح

اصول الشاشی

اعرابِ عبارت وترجمہ، اصولِ فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے
تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرامؒ کے اختلافی مسائل مع ادلّہ، فوائدِ نافعہ واعتراضات وجوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد اصغر علی صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

ہے کہ کوئی شخص جانور مثلاً گائے، بھینس کا دودھ اس لئے روک لیتا ہے اور دوھتا نہیں تا کہ دودھ زیادہ نکلے اور مشتری خریدنے میں راغب ہو، جب مشتری نے ایسے جانور کو خریدا اور بعد میں جب دودھ کم نکلا، اب چونکہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اس لئے شریعت نے جانور کو واپس کرنے کا اختیار دیا ہے،

اب مشتری نے جو دودھ دوہا ہے اس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ جانور واپس کرنے کے ساتھ کھجور کا ایک صاع بھی واپس کرے، اب یہ خبر واحد ہے اور قیاس کے مخالف ہے کیونکہ ضمان کی دو قسمیں ہیں (۱) مثل صوری (۲) مثل معنوی، مثل صوری تو یہ ہے کہ اگر دودھ ذوات الامثال میں سے ہے تو اس کا تاوان دودھ کے ساتھ واجب ہونا چاہئے اور اگر دودھ ذوات القیم میں سے ہے تو پھر ضمان معنوی یعنی قیمت واجب ہونی چاہئے، لیکن کھجور کا ایک صاع، نہ تو دودھ کی مثل صوری ہے اور نہ مثل معنوی، اور چونکہ اس حدیث کے راوی غیر معروف بالفقہ والاجتہاد صحابی ہیں اور یہ حدیث قیاس کے مخالف ہے اس لئے قیاس پر عمل کیا جائے گا اور حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف جانور واپس کیا جائے گا۔

فائدہ: مذکورہ بالا اصول جو بیان کیا گیا ہے کہ خبر واحد کے راوی جو حفظ وعدالت کے ساتھ تو مشہور ہوں لیکن فتوی اور اجتہاد کے ساتھ مشہور نہ ہوں ایسی روایت اگر قیاس کے مخالف ہو تو تعارض کے وقت حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائے گا یہ اصول غلط ہے اس کی تین دلیلیں ہیں،

دلیل اوّل: یہ ہے کہ ہمارے ائمہ یعنی حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ میں سے کسی سے بھی یہ اصول منقول نہیں ہے، اسکی نسبت زیادہ سے زیادہ امام محمدؒ کے شاگرد عیسیٰ بن ابانؒ کیطرف کی جاتی ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ نسبت بھی غلط ہے۔

دلیل ثانی: یہ ہے کہ ہمارے ائمہ سے صراحتاً یہ بات منقول ہے اور امام ابو الحسن کرخیؒ اور دیگر فقہاء احناف کے ہاں غیر معروف بالفقہ والاجتہاد صحابی کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تب بھی اس حدیث کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ایسے کئی مسائل ثابت ہیں جن میں انہوں نے خبر واحد کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ کر خبر واحد پر عمل کیا ہے، علماء احنافؒ سے تو صراحتاً یہ بات بھی منقول ہے کہ اگر قیاس کے مقابلے میں کسی صحابی کا بھی قول مل جائے تو قیاس کو چھوڑ کر اس صحابی کے قول پر عمل کیا جائے گا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ قیاس کے مقابلے میں صحابی کا قول تو بخوشی منظور ہو لیکن حدیث جس کا راوی غیر معروف بالفقہ والاجتہاد صحابی ہو تو اس کے مقابلے میں قیاس پر عمل کیا جائے گا۔

دلیل ثالث: یہ ہے کہ مذکورہ دو مثالوں میں جو دو حدیثیں بیان کی گئی ہیں ان کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں انہیں غیر فقیہ صحابی کہنا بھی غلط ہے، کیونکہ وہ فقیہ صحابی ہیں کئی مسائل میں ان کا اپنا مذہب ہے اور کئی مسائل میں وہ کئی صحابہ سے اختلاف رکھتے ہیں اور یہی ان کے فقیہ ہونے کی

دلیل ہے، اور مصنفؒ نے جو دو مثالیں بیان کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ غیر معروف بالفقہ ہیں لیکن یہ مصنفؒ کا سہو ہے کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔

باقی رہی یہ بات کہ ان دو مسئلوں میں خبر واحد کو چھوڑا گیا ہے اور احناف نے خبر واحد پر عمل کیوں نہیں کیا اسکی وجہ قیاس نہیں ہے بلکہ اس کی وجوہ دیگر ہیں، پہلی حدیث "مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ" کو اس لئے چھوڑا گیا ہے کہ اس سے وضو کا ٹوٹنا منسوخ ہو چکا ہے یا وضو سے مراد وضو لغوی ہے وضو شرعی مراد نہیں ہے،

اور دوسری "صَاعًا مِنْ تَمَرٍ" کو قیاس کے مخالف ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا گیا بلکہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے چھوڑا گیا ہے، یا اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے کسی میں "صَاعًا مِنْ تَمَرٍ" اور کسی میں "صَاعًا مِنْ طَعَامٍ" ہے اس شبہ کی بنا پر احناف نے عمل نہیں کیا، نہ کہ اس وجہ سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ غیر معروف بالفقہ ہیں جس کی تفصیل احادیث وفقہ کی کتب میں موجود ہے اگر تفصیل دیکھنی ہو تو وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

قولہ: وَبِاعْتِبَارِ اِخْتِلَافِ الرُّوَاةِ الخ

خبر واحد پر عمل کرنیکی شرائط

یہاں سے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد کے راویوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے ہم احناف کہتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرائط ہیں۔

شرطِ اوّل: یہ ہے کہ خبر واحد قرآن پاک کے مخالف نہ ہو اگر کتاب اللہ کے مخالف ہو تو عمل نہیں کیا جائے گا۔

شرطِ ثانی: خبر واحد سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اگر سنت مشہورہ کے مخالف ہوگی تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

شرطِ ثالث: یہ ہے کہ وہ خبر واحد ظاہر کے بھی مخالف نہ ہو اگر وہ خبر واحد ظاہر کے مخالف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، ان تینوں کی مثالیں آگے آرہی ہیں، اور یہ شرطیں اس وجہ سے لگائی جارہی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد تمہارے پاس بہت سی حدیثیں پہنچیں گی جب میری طرف سے کوئی حدیث تمہارے سامنے پیش کی جائے تو اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس کو قبول کرلو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس کو رد کردو، اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خبر واحد کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو، لیکن دلالت النص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خبر واحد سنت مشہورہ اور ظاہر کے بھی مخالف نہ ہو۔

قولہ: وَتَحْقِيقُ ذَالِكَ فِيمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ اَبِي طَالِبِ الخ

ہے جو حکمتوں سے بھرا ہوا وہ خزانہ ہاتھ میں آگیا
وہ رفیقِ درس بلا مجھے سبھی ہمسروں پہ جو چھا گیا

محقّق ومدلّل

نُجُومُ الحَوَاشِی

شرح اُردو

اُصُولُ الشَّاشِی

حسب ہدایت
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی
استاذ حدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

تالیف
حسین احمد ہردواری
مدرس دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

نام کتاب : نجوم الحواشی شرح اردو اصول الشاشی

مصنف : مولانا حسین احمد ہردواری، مدرس دارالعلوم دیوبند

ناشر : مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

مطبع : منیر عباس پرنٹرز

تعداد : ۱۱۰۰

واپس کرے کیونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک تصریہ عیب نہیں ہے اس لئے کہ بیع، مبیع کی سلامتی کو چاہتی ہے اور قلتِ لبن سے سلامتی کا وصف فوت نہیں ہوتا کیونکہ لبن اصل مبیع نہیں ہے بلکہ اصل مبیع جانور ہے اور دودھ ثمرۂ مبیع ہے تو امام صاحبؒ کا مسلک یہ ہے کہ مشتری کو مبیع کی واپسی کا کوئی حق نہیں ہے ہاں البتہ اس کو قلتِ لبن کی وجہ سے جانور میں جو کمی محسوس ہوئی ہے اس کمی کے عوض میں بائع سے اپنے ادا کردہ ثمن میں سے حسبِ نقصان کچھ رقم واپس لے لے اور رہی یہ بات کہ امام صاحبؒ کا مسلک حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث کے اندر تو مشتری کو مبیع واپس کرنے کا اختیار دیا ہے اور مبیع کے ساتھ ساتھ بائع کی جانب استعمال کئے ہوئے دودھ کے عوض میں ایک صاع کھجور دینے کا حکم ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے کیونکہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہلاک شدہ چیز اگر ذوات الامثال میں سے ہو تو اس کا مثل واجب ہوتا ہے جس کو مثلِ صوری کہتے ہیں اور اگر وہ ہلاک شدہ چیز ذوات القیم میں سے ہو تو اس کے ہلاک کرنے سے مثلِ معنوی یعنی شئی کی قیمت واجب ہوتی ہے حالانکہ حدیث کے اندر دودھ کے عوض میں جو ایک صاع کھجور واجب کی گئی ہے، وہ نہ دودھ کا مثلِ صوری ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ دودھ اور کھجور صورتاً مثل نہیں ہیں اور نہ ایک صاع کھجور کو استعمال شدہ دودھ کی قیمت کہا جا سکتا ہے کیونکہ قیمت اپنے مقابل یعنی مبیع کی کمی و زیادتی سے کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے، حالانکہ حدیثِ مذکور میں دودھ کے عوض میں متعین طریقے سے ایک صاع کھجور کو بیان کیا گیا ہے خواہ مشتری نے دودھ کم استعمال کیا ہو یا زیادہ لہٰذا یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اور مصنفؒ نے ضابطہ یہ بیان کیا تھا کہ جب حدیث قیاس کے خلاف ہو اور اس کا راوی غیر فقیہ ہو تو حدیث کے مقابلہ میں قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک تصریہ عیب ہے لہٰذا اس عیب کی وجہ سے مشتری کو حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے مبیع کو واپس کرنے اور ساتھ ساتھ ایک صاع کھجور دینے کا اختیار ہے، اور یہ بھی اختیار ہے کہ وہ اس کو اپنے پاس روک لے، اب بات صرف اتنی رہ جاتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو جن سے یہ حدیث مروی ہے یعنی حدیثِ مصراۃ اور اس سے پہلی حدیث یعنی **الوضوءُ مما مسَّتهُ النارُ**، غیر فقیہ کہنا کس حد تک صحیح ہے لہٰذا اس کو اختیاری مطالعہ کے تحت دیکھا جا سکتا ہے جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

حضرت ابو ہریرہؓ کو غیر فقیہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن الہمام نے ان کے فقیہ ہونے کی صراحت کی ہے اور کیسے نہ ان کو فقیہ کہا جائے جبکہ وہ عہد صحابہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور اجلۂ صحابہ سے مناظرہ کیا کرتے تھے مثلاً حضرت ابن عباسؓ نے حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت ابعد الاجلین قرار دی یعنی دونوں عدتوں وضع حمل اور چار ماہ دس دن میں جو عدت لمبی ہو، مگر حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کو رد فرما دیا اور عدت وضع حمل قرار دی۔ (نور الانوار حاشیہ) معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فقیہ ہیں اب رہی یہ بات کہ پھر ان کی روایت کردہ حدیث مصراۃ کو قیاس کے ذریعہ کیوں رد کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مصراۃ کو اس لئے رد نہیں کیا کہ اس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ فقیہ نہیں بلکہ اس کو رد کرنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ حدیث مضطرب ہے یعنی اس کے متن میں اختلاف بیانی سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ بعض جگہ **صاعٌ من تمر** کا لفظ ہے اور بعض جگہ **صاعاً مِن طعامٍ لاسَمْراء** کا لفظ ہے یعنی گندم کے علاوہ اناج کا ایک صاع اور بعض جگہ **صاعًا مِنْ تمرٍ** کا ہے، لفظ صاع کے نصب کے

ساتھ نیز اس حدیث مصراۃ کے رد کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حدیث قرآن اور سنت مشہورہ اور اجماع تینوں کے خلاف ہے قرآن کے خلاف تو اس طرح ہے کہ قرآن کے اندر اس زیادتی کا بدلہ جس کا مثل ممکن ہو مثل کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے یعنی مثل صوری نیز آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ زیادتی کا ضمان اسی کے تناسب سے ہونا چاہیے نہ کہ اس سے زیادہ قال اللّٰہ تعالٰی فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم حالانکہ حدیث مصراۃ میں ایک صاع کھجور مشتری کے استعمال کئے ہوئے دودھ کا مثل نہیں ہے اور نہ ہی دونوں میں کوئی تناسب ہے کیونکہ مشتری نے دودھ خواہ زیادہ استعمال کیا ہو یا کم دونوں صورتوں میں کھجور کی مقدار ایک ہی صاع رہے گی اور حدیث مصراۃ سنت مشہورہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ جس جگہ مثل ممکن نہ ہو یعنی مثل صوری تو وہاں قیمت متعین کی جاتی ہے حالانکہ ایک صاع کھجور کو اس دودھ کی قیمت بھی نہیں کہا جا سکتا کما مرّ تفصیلہٗ سنت مشہورہ یہ ہے مَنْ اَعْتَقَ شقصًا له مِنْ عَبْدٍ قُوِّمَ علیه نصیبُ شریکه اِنْ کانَ مُوسِرًا الحدیث اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی غلام میں دو شریک ہوں اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دے تو آزاد کرنے والے پر اگر وہ مالدار ہے اپنے شریک کے حصہ کی قیمت واجب ہوگی کیونکہ اپنا حصہ آزاد کرنے کی وجہ سے دوسرے شریک کے حصہ میں فتور آ گیا کہ اب وہ اس کو فروخت نہیں کر سکتا لہٰذا اس کے اس عمل سے دوسرے شریک کا نقصان ہوا کہ وہ اپنا حصہ آزاد نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کی بغیر مرضی کے وہ آزاد ہو گیا، تو اس حدیث میں آزاد کرنے والے پر دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت کو واجب ٹھہرایا ہے اور قیمت مثل معنوی ہے لہٰذا مثل معنوی کا ثبوت حدیث سے ہو گیا لہٰذا حدیث مصراۃ اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ ایک صاع کھجور اس دودھ کی قیمت نہیں ہے اور حدیث مصراۃ اجماع کے بھی خلاف ہے کیونکہ اجماع اس بات پر ہے کہ ذوات الامثال کا ضمان مثل صوری کے ذریعہ ادا ہوتا ہے اور ذوات القیم کا قیمت کے ذریعہ حالانکہ ایک صاع کھجور دودھ کا نہ مثل صوری ہے اور نہ اس کی قیمت اور حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایت الوضوء مما مستهٔ النار کو اس لئے رد نہیں کیا گیا کہ اس کے راوی ابوہریرہؓ نہیں بلکہ اس کے رد ہونے کی مختلف وجوہات ہیں جن کو احقر نے ذکر کر دیا ہے۔

فائدہ: پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر راوی معروف بالعلم والاجتہاد ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا مگر یہ ملحوظ رہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط علماء احناف میں سے عیسیٰ ابن ابان کا قول ہے اور اسی کو متاخرین میں سے قاضی ابوزیدؒ وغیرہ نے اختیار کیا ہے مگر امام کرخیؒ اور ان کے متبعین کے نزدیک حدیث کو قیاس پر مقدم کرنے کے لئے راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں ہے بلکہ راوی کا عادل وضابط ہونا کافی ہے، بشرطیکہ وہ حدیث کتاب اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو، امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک راوی کے فقیہ ہونے کی شرط نہیں ہے۔

وَبِاعْتِبَارِ اِخْتِلَافِ اَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ بَعْدِىْ فَاِذَا رُوِىَ لَكُمْ عَنِّىْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوْهُ.

ترجمہ

اور راویوں کی حالتیں مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خبر واحد

صفوة الحواشي

شرح

اصول الشاشي

تالیف

حضرت مولانا عبد الغفار صاحب

استاذ الحدیث

جامعة العلوم الاسلامیة الفریدیة ای سیون اسلام آباد

ناشر: مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

قال النبي صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين

صفوة الحواشي

شرح

اصول الشاشي

تالیف

حضرت مولانا عبد الغفار صاحب

استاذ الحدیث

جامعة العلوم الاسلامیة الفریدیة

ای سیون ــــــ اسلام آباد

ناشر: مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

فون: 14-2654813 - 2653178 -051

متوفی عنها زوجها حاملہ عورت کی عدت کا مسئلہ زیر بحث آیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی عدت ابعد الاجلین ہوگی، اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا متوفی عنها زوجها حاملہ عورت کی عدت صرف وضع حمل ہوگی کیوں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے " واُولات الاحمال اجلهنّ ان يضعن حملهنّ " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورت کی عدت وضع حمل قرار دی ہے اور اس میں[لہ] متوفی عنها زوجها بھی داخل ہے معلوم ہوا کہ ان کو اجتہاد کا ملکہ حاصل تھا اگر ان کو اجتہاد کا ملکہ حاصل نہ ہوتا تو خاموش رہتے۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دوسری قسم کے راویوں کی روایت اگر صحیح طور پر ثابت ہو جائے اور وہ قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفا نہیں اور اگر یہ روایت قیاس کے مخالف ہو تو پھر قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اس روایت پر عمل کرنے سے۔ اس لئے اس روایت کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا جائے گا۔ یہ مسلک عیسیٰ بن ابانؒ اور امام ابوزید دبوسی رحمہ اللہ کا ہے اسی کو علامہ فخر الاسلام بزدوی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور مصنف رحمہ اللہ نے علامہ فخر الاسلام کی اتباع کرتے ہوئے یہ مسلک اختیار کیا ہے لیکن احناف میں سے امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء احناف کے ہاں غیر معروف بالعلم والاجتہاد صحابہ کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تو بھی اس کو قیاس پر ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ کیوں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کئی ایسے مسائل ثابت ہیں جن میں انہوں نے خبر واحد کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ کر اس خبر واحد پر عمل کیا ہے۔ مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "جب روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اس لئے کہ قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روزہ فاسد ہو جانا چاہئے کیوں کہ کھانے پینے سے رُکنا روزے کا رکن ہے اور جب کسی شیئ کا رکن فوت ہو جائے تو وہ شیئ فوت ہو جاتی ہے۔ جب روزے کا رکن ہی فوت ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جانا چاہئے اسی قیاس پر امام مالک رحمہ اللہ نے عمل کیا ہے اور فرمایا ہے روزہ دار بھول کر بھی کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس قیاس کو چھوڑ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا جو بقول مصنف رحمہ اللہ کے غیر معروف بالعلم والاجتہاد صحابہ میں سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا " لولا هذه الرواية لقلت بالقياس " اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں قیاس کا قائل ہوتا اور کہتا کہ

[لہ] جس طرح مطلقہ حاملہ داخل ہے اسی طرح حاملہ

بھول کر کھانے پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ احناف کا مختار اور پسندیدہ مسلک یہ ہے کہ غیر معروف بالعلم والاجتہاد صحابی کی روایت اگر قیاس کے مخالف بھی ہو تو بھی اس روایت پر عمل کرنا اولیٰ ہے قیاس پر عمل کرنے سے۔ مصنف رحمہ اللہ نے جو مسلک ذکر کیا ہے یہ احناف کا مختار مسلک نہیں اور صاحب مذہب امام سے اس کی تائید بھی نہیں ہوتی۔

مصنف رحمہ اللہ نے عیسیٰ بن ابان اور علامہ فخر الاسلام کے اس مسلک پر ایک مثال پیش کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " توضأوا ممّا مسته النار " تم وضو کرو ہر اس چیز سے جس کو آگ نے چھوا ہو اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اگر ما مسته النار سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اگر گرم پانی سے وضو کی حالت میں ثواب کی نیت سے وضو کریں تو کیا پھر دوبارہ سادہ پانی سے وضو کریں گے کیوں کہ گرم پانی بھی تو ما مسته النار میں شامل ہے اس کے بعد اس پر دوبارہ وضو واجب ہونا چاہئے، اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو قیاس سے رد کیا ہے کیوں کہ یہ روایت قیاس کے خلاف ہے کہ وضو تو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے اور یہاں **کوئی نجاست خارج نہیں ہوئی** اگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی روایت ہوتی تو وہ اس کو ضرور روایت کرتے۔ تمام ائمہ مجتہدین نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ترک کیا اور فرمایا کہ ما مسته النار سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

لیکن **صحیح** بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی راویت کو مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے رد نہیں کیا بلکہ اس وجہ سے رد کیا ہے کہ ما مسته النار سے وضو کا ٹوٹنا منسوخ ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی **ایک دوسری** روایت میں آتا ہے کان آخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک الوضوء مما مسته النار دو امروں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امر ما مسته النار سے وضو کو ترک کرنا تھا۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ابو ہریرۃ کی روایت میں وضو سے وضو لغوی مراد ہے وضو شرعی مراد نہیں جب آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی جائے تو منہ ہاتھ گندے ہو جاتے ہیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ہاتھ منہ دھو لیا کرو۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر خریدار جانور واپس کرنا چاہتا ہے تو اس کے ساتھ کھجور کا ایک صاع بھی واپس کرے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور فرمایا ہے کہ اگر اس جانور کو واپس کرے تو کھجور کا صاع واپس نہیں کرے گا۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء احناف نے اس حدیث کو اس لئے چھوڑا ہے کہ یہ قیاس کے خلاف ہے اور غیر فقیہ اور غیر مجتہد صحابی کی روایت اگر قیاس کے مخالف ہو تو اس کو ترک کر دیا جاتا ہے یہ حدیث قیاس کے مخالف اس طرح ہے کہ کسی چیز کا ضمان دو طرح واجب ہوتا ہے۔ ایک کو ضمان بالمثل کہتے ہیں اور دوسرے کو ضمان بالقیمۃ کہتے ہیں۔ اگر تلف شدہ چیز مثلی ہو تو اس کا ضمان بالمثل واجب ہوتا ہے جیسے گندم وغیرہ، کسی نے دوسرے کی گندم تلف کی تو اس پر اتنی ہی اسی طرح کی گندم واجب ہوگی اور اگر تلف شدہ مثلی نہیں ہے تو اس پر قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔ جیسے جانور غیر مثلی ہے کسی نے دوسرے کا جانور ہلاک کیا تو اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی یہاں اس مسئلے میں خریدار نے جانور کا دودھ استعمال کیا ہے دودھ اگر مثلی ہو تو اس کا تاوان خریدار پر دودھ کے ساتھ واجب ہونا چاہئے اور اس سے اتنا ہی دودھ واپس کرنا چاہئے اور اگر دودھ غیر مثلی ہے تو اس کا ضمان قیمت کے ساتھ واجب ہونا چاہئے خریدار نے جانور کا دودھ استعمال کیا ہے تو اس پر دودھ کی قیمت واجب ہونی چاہئے اور کھجور نہ دودھ کا مثل ہے اور نہ دودھ کی قیمت ہے کیوں کہ قیمت تو کم وبیش ہوتی رہتی ہے اگر کھجور دودھ کی قیمت کے طور پر واپس کرنی ہوتی تو پھر دودھ جتنا خریدار نے استعمال کیا ہے اسی کے مطابق کھجور کا واپس کرنا ضروری ہوتا حالانکہ حدیث میں مطلقاً ایک صاع واپس کرنے کا ذکر ہے، لہٰذا کھجور کا واپس کرنا خلاف قیاس ہوا اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو چھوڑ دیا۔

لیکن احناف کے صحیح اور مختار مسلک کے مطابق حدیث اگر قیاس کے مخالف ہو تو قیاس کی وجہ سے اس پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا اس لئے اس مسلک کے مطابق ہم اس کی توجیہ یہ کریں گے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو قیاس کے مخالف ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑا بلکہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہے۔

قرآن کے مخالف اس طرح ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم" جس نے تم پر زیادتی کی تو تم اس سے بدلہ لو اسی زیادتی کے بقدر۔